نظرات

دنیا کے ہر ملک میں اقلیتیں آباد ہیں۔ اقلیتوں کی کئی قسمیں ہیں، اقلیتیں مذہبی بھی ہیں اور لسانی بھی، سماجی بھی ہیں اور رنگ و نسل کی بھی ہیں، اونچی ذات کی بھی ہیں اور کمتر ذات کی بھی ـــ جس ملک میں جیسا ماحول ہے اسی ماحول کی مناسبت سے اقلیتوں کے ساتھ وہاں سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ بعض ملکوں میں اقلیتوں کے ساتھ غیر مساوی سلوک کیا جاتا ہے تو اس کے خلاف آواز بھی اٹھائی جاتی ہے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں انسانی مساوات اور انسانی حقوق کی برابری کی تقسیم کے لئے جس قدر شور مچایا جاتا ہے اسی قدر اقلیتوں کے مسائل بھی اُبھر کر سامنے آتے ہیں۔ کچھ ممالک میں تو اقلیتوں کے ساتھ اکثریتی طبقہ کے لوگ غیر انسانی سلوک کرنے میں حد سے زیادہ تجاوز کر جاتے ہیں اور اس پر انھیں کوئی عار نہیں محسوس ہوتا ہے۔ امریکہ جیسے مہذب و امیر ملک میں بھی اقلیتوں کی بے چینی کی خبریں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں، تو پھر انسانی حقوق کی دہائی دینے والے کس کس کا رونا روئیں، اور کہاں جاکر فریاد و اپیل کریں جو یہ سب ناانصافی کو مٹائے اور اقلیتوں کے ساتھ ہر ملک میں مساوات کا سلسلہ جاری کرائے۔

برطانیہ وہ ملک ہے جس نے سب سے پہلے انسانی مساوات کے لئے دورِ حاضر میں آواز بلند کی اور سب انسانوں کے ساتھ برابری کا برتاؤ کرنے پر زور

دیا۔ لیکن ہم دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں کہ سب سے زیادہ برطانیہ ہی میں یہ ناانصافی روا ہے۔ گورے لوگ کس طرح غیر گوروں کے ساتھ وحشیانہ سلوک کرتے ہیں، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہ گئی ہے۔ ابھی حال ہی میں خلیجی جنگ کے زمانے میں برطانیہ میں رہنے والے عرب باشندوں کی حفاظت کے لئے اگر برطانوی حکومت فوری حرکت میں نہ آتی تو نہ معلوم ان بے چاروں پر کیا کچھ مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے۔

ہندوستان میں تو اقلیتوں کا مسئلہ ایک عجیب وغریب مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہاں اقلیتوں ہی کے درمیان فرق ہے۔ یہاں اقلیتیں دو زمروں میں بٹی ہوئی ہیں۔ ایک اقلیت وہ ہے جو ہندوستان کی اکثریت کے مذہب سے تعلق رکھتی ہے اس لئے وہ صوبہ پنجاب اور جموں وکشمیر میں اگر دکھی و پریشان ہے تو یہ دنیا میں سب سے بڑے ظلم کی مثال ہے اور اس کے تدارک کے لئے ہندوستان کی اکثریت کے لوگ ہر تدبیر اپنانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھنا پسند کرتے کیونکہ ہندوستان کے اکثریتی طبقہ کی نظر میں وہ "اشرف المخلوقات" ہے۔ ان ان پر ذرا بھی آنچ آجائے تو ہندوستان کی ایکتا اکھنڈتا اور بقاء کو زبردست خطرہ لاحق ہو جانے کا شور مچا دیا جاتا ہے۔ لیکن ہندوستان کے دیگر صوبوں کی اقلیتوں پر اگر بھاگلپور، جمشیدپور، بھوپال وساگر، راورکیلا ومراد آباد، ملیانہ، ومیرٹھ میں ہوئے فرقہ وارانہ فسادات میں ننگ انسانیت مظالم ڈھائے جاتے ہیں تو ان پر اس کا کوئی اثر ہی نہیں ہوتا ہے کسی بھی انصاف پسند کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ہے۔ جب کہ اقلیتوں کے معصوم بچوں، عورتوں، بوڑھوں، جوانوں کو ان کے گھروں تک سے گھسیٹ کر باہر نکالتے ہوئے پولیس ہی کی موجودگی میں فرقہ پرست غنڈہ عناصر عصمت ریزی کرتے ہیں، قتل کرتے ہیں، لوٹتے پیٹتے ہیں، بعض جگہوں پر پولیس خود ہی فرقہ پرست وغنڈہ عناصر کا رول ادا کرتی ہے۔ اس ظلم وستم درندگی، وحشیانہ پاگل پن کو نہ پارلیمنٹ

کی نظر دیکھ پاتی ہے اور نہ ہی سی آئی ڈی اور نہ ہی انصاف و سچائی کا رات دن راگ الاپنے والے لیڈران ملک ہی دیکھ پاتے ہیں اور اگر کسی نے لاکھ کوشش کے بعد ان کو دیکھا بھی دیا تو اسے "ردِ عمل" کا نام دے کر درگزر کر دیا جاتا ہے۔ اقلیتوں کے ساتھ اس قدر بہیمانہ سلوک اس ملک میں دن کے اُجالے میں بڑی ڈھٹائی سے ساتھ کیا جاتا ہے گوتم بدھ اور مہاتما گاندھی کے اہنسا کا جہاں رات دن جاپ ہوتا ہو اور جہاں جیو اور جینے دو کے فلسفہ کی تمام دنیا والوں کے سامنے تشہیر کی جاتی ہو وہاں اس قسم کی اندھیر گردی سمجھ سے باہر ہے۔ اور یہ بھی ہندوستان ہی کا خاصہ ہے کہ جب یہاں انتخابات کا وقت قریب آتا ہے تو اقلیتوں سے اگر ایک طرف [illegible] ڈرانے [illegible] رست ہو جاتا ہے بلکہ یہ بات تو انتخاب کے ختم ہوتے ہی آئندہ دوسرے انتخابات کی تیاری کے لئے فوراً ہی شروع ہو جاتی ہے اگر ایک جماعت انتخاب میں بازی مار کر حکومت کی کرسی پر قابض ہو جانا چاہتی ہے تو وہ ایک سانس میں تو اقلیتوں کی حمایت میں بڑھ چڑھ کر خود بولے گی لیکن دوسرے سانس میں وہ اپنی ہی حریف پارٹی کو آنکھ مار دے گی کہ جاؤ تم اقلیتوں کو ڈراؤ، دھمکاؤ، ستاؤ اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کرو، قانون کی پرواہ کیے بغیر، اقتدار پر قبضہ جمانے یا جمائے رکھنے کے لئے تختۂ مشق بنایا جاتا ہے اقلیتوں کو، یہ ہے ہندوستان کی ایک بڑی اقلیت کی حیثیت و رنگت۔ یعنی ہندوستان کی ایک بڑی اقلیت صرف اقتدار پرستوں کا کھیل ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی اور کوئی بساط ہی نہیں ہے جتنی پارٹیاں ہیں وہ سب کوئی سیل ہے تو کوئی بیچ اور اقلیتیں مصالحہ ہیں، دال بھاجی یا چٹنی، اس سے زیادہ اور کوئی وقعت نہیں ہے یہاں کی اقلیتوں کی ـــ یہ ہندوستان کے لئے تو ہے ہی شرم کی بات "انصاف و انسانیت کے نام لیواؤں کے لئے بھی یہ غیرت کی بات ہی ہے ـــ

اس سلسلے میں ہندی روزنامہ "نو بھارت ٹائمس" کے ۱۳ اپریل ۱۹۹۱ء کے اداریہ کا یہ اقتباس بھی ملاحظہ کریں:

"کسی ملک کے اکثریتی سماج میں رواداری اور سیاسی خود اعتمادی کتنی ہے اسے

ناپنے کا ایک پیمانہ یہ بھی ہے کہ وہاں اقلیتوں کی سماجک اور سیاسی حالت کیا ہے۔ اس پیمانہ پر دیکھیں تو بھارت کی عجیب وغریب تصویر ابھرتی ہے۔ ہمارا آئین سب ہی شہریوں کو مساوی حقوق دیتا ہے اور اس میں مذہب، ذات اور نسل کا بھید نہیں کرتا بلکہ اقلیتوں کو تعلیمی وسماجک مواقع کی خاص گارنٹی بھی دیتا ہے پر ان کے ساتھ سلوک کی حالت یہ ہے کہ اقلیتیں خود کو لگاتار غیر محفوظ محسوس کرتی ہیں۔

اکثریتی طبقہ کی نمائندگی کا دعویٰ کرنے والی بھارتیہ جنتا پارٹی کے پاس مسلمانوں کو مطمئن کرنے کا کوئی خانہ ہی نہیں ہے۔ پر اکثریت کے ووٹ اکثر پانے والی کانگریس یا جنتا دل کے بارے میں بھی اگر ان کے دل میں پس وپیش ہے تو وجہ یہی ہے کہ یہ دل بھی عین انتخاب کے موقع پر ہی مسلمانوں کو جھانسہ دینے جاتے ہیں اور آگے پیچھے ان کی فلاح وبہبود کے لئے لمبے چوڑے اعلانات کی حد سے آگے کچھ نہیں ہے یعنی اقلیتوں کے پاس جھیلنے کے لئے ایک طرف آتنک (دہشت وخوف) ہے تو دوسری طرف انتخابی وعدوں کی چاردہائیاں۔ ہماری اکثریت کی سوچ پر اس سے دردناک تبصرہ اور کیا ہوسکتا ہے؟"

مقامِ شکر ہے کہ اب ہندوستان کے اکثریتی طبقہ کے بعض لوگوں میں ہندوستان کی بڑی اقلیت کے بارے میں غور وخوض اور توجہ کرنے کی تحریک تو شروع ہوئی ہے یہی غنیمت ہے اور مظلوم اقلیت اسی پر ہی اطمینان کا سانس لینے پر مجبور ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہندوستان میں ہر انتخاب خیر وعافیت سے ہوتے رہیں۔ انسانی جان ومال کی قتل وغارت گری سے ہم دور رہیں، یہ ہر ہندوستانی کے دل کی آواز ہے۔ مرنے والا چاہے مسلمان ہو، ہندو ہو یا سکھ ہو اور یا عیسائی یا کسی دیگر مذہب کا، انسانی جان قیمتی ہے اور انسانی جان کی حفاظت دنیا کے ہر آئین ومذہب نے دی ہے، اکثریت کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے اور اپنی ہٹ دھرمی سے جتنا جلد ہوسکے کنارہ کشی اختیار کرے اسی میں ملک کا اتحاد اور سالمیت محفوظ ہے۔